مشعل راہ

انسان کا دنیا میں آنا، کچھ وقت گزارنا اور پھر اس دنیا کو خیر باد کہہ دینا، ایک ایسا عمل ہے جو زندگی کی ابتدا سے جاری ہے اور آخری انسان کی موت تک جاری رہے گا۔ دنیا میں اپنا وقت پورا کرنے کے بعد انسان یہاں سے رخصت ہو جاتا ہے، مگر اس کی یادیں باقی رہ جاتی ہیں۔ یوں تو جناب غوری صاحب رحمہ اللہ کی بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے، مگر میں اس وقت ان کی صرف دو خوبیوں کا ذکر کروں گا:

۱۔ دین کی سربلندی کا جذبہ

۲۔ آخرت کی حقیقی فکر

جناب غوری صاحب سے میری پہلی ملاقات تقریباً چودہ سال قبل جناب انیس مفتی صاحب کے گھر دوپہر کے کھانے پر ہوئی۔ اس پہلی ملاقات میں ان کی شفقت بھری گفتگو مجھے ہمیشہ یاد رہی۔ کھانے کے دوران مفتی صاحب نے ان کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ غوری صاحب نے بائیبل پر تحقیق کو اپنا مشن بنایا ہے اور وہ شب و روز پوری تن دہی سے اپنے اس مشن پر عمل پیرا ہیں۔ میں نے اگلے چودہ سالوں میں ان کو ہمیشہ اس مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں پایا۔ اس عرصے میں انھوں نے اپنی تحقیق مکمل کر کے دو نام ور کتب ''Muhammad Foretold in The Bible by Name'' اور ''The Only Son Offered for Sacrifice: Isaac or Ismael'' عالم اسلام کی خدمت میں پیش کیں اور ان کتب کے تراجم بھی مہیا کیے۔

میں نے آخر وقت تک ان کو اپنے اس مشن سے پیچھے ہٹتے نہیں دیکھا۔ انھوں نے اپنے شب و روز اپنے تحقیق کے کاموں کو مکمل کرنے، اس کی اشاعت، اس کی تشہیر اور اس کو تمام دنیا تک پہنچانے میں صرف کیے اور اس سب

کے پیچھے خالصتاً دین کی سربلندی کا جذبہ کارفرما تھا۔ دین کی سربلندی کا یہ جذبہ آخر وقت تک ان کے دل و دماغ پر غالب رہا۔

فکر آخرت ان کی دوسری خوبی ہے جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ یوں تو اوپر بیان کردہ خوبی بھی اس بات کی مظہر ہے کہ جناب غوری صاحب اپنی آخرت کے لیے کس قدر فکرمند تھے، لیکن میں آپ کی خدمت میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے شب و روز اس حقیقت کو بیان کرتے تھے کہ فکر آخرت ان کے جسم و جاں کا حصہ تھی۔

مجھے اکثر ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا موقع ملا اور ان کے ساتھ گپ شپ اور ان کی گفتگوئیں سننے کا موقع ملا۔ یوں تو ہم خاکی ہمیشہ گناہوں سے اٹے رہتے ہیں، مگر جب کبھی بھی جناب غوری صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے گناہوں اور لغزشوں کا ذکر آتا تو وہ ایک سچے مومن کی طرح زار و قطار رونے لگتے اور اللہ سے معافی کے طلب گار ہوتے۔ غوری صاحب تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ نماز کے بعد یا گپ شپ کے دوران وہ اصلاح و دعوت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے اور ہر وقت اپنے اردگرد، اپنے دوست احباب کی اصلاح کے لیے کوشاں رہتے اور اس کا مقصد اپنی آخرت کو سنوارنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ ان کوششوں سے اپنی آخرت کو ہمیشہ دنیاوی زندگی پر مقدم رکھتے۔

میں اس حقیقت سے باخبر ہوں کہ ہمارے بزرگ و محترم جناب غوری صاحب ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور وہ ہمیں اپنی زندگی سے یہ سبق دے کر گئے ہیں کہ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دین کی سربلندی کو اپنا مشن بنائیں اور فکر آخرت کو اپنے نس نس میں سمائیں۔

—— محمد راشد

(سابق رکن شعبۂ آڈیو/ویڈیو، المورد)